سوال

(393) ملکیت سے خارج شے کی خرید و فروخت کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک صحابی فرماتے ہیں۔

"فعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي مِنَ الْبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدِي، أَبْتَاعُ لَهُ مِنَ السُّوقِ ثُمَّ أَبِيعُهُ؟ قَالَ: (لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ) (مشکوۃ)[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس چیز کو بیچنے سے منع کیا جو میرے پاس نہیں ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے، جب کہ وہ چیز میرے پاس موجود نہیں، پھر میں اسے بازار سے خرید کر دے دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چیز تیرے پاس نہیں وہ فروخت نہ کرو''

اس کے بعد اور بھی اس مضمون کی حدیث ہے اور مشکوۃ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اب میں چند صورتیں پیش کر کے ان کے جواب کا انتظار کرتا ہوں، کتابیں نہیں ہیں، ورنہ آپ کو ان کے جوابات کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

شق اول: بعض خریدار خود دکاندار سے کہتے ہیں کہ تم فلاں کپڑا مجھے دو اور اگر تمہارے پاس نہیں ہے تو دوسری دکان سے مجھے لادو، اس پر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار جس دام پر دوسری دکان سے کپڑا لاتا ہے، اسی دام پر خریدار کو دیتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار، مثلاً آٹھ آنہ گز دوسری دکان سے لاتا ہے اور نو آنہ گز خریدار کو دیتا ہے۔ اگر خریدار خود دوسری دکان سے وہ کپڑا لیتا ہے تو اس کو وہاں بھی 9 آنہ گز ملتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار، مثلاً: 8 آنہ گز لا کر 9 آنہ گز خریدار کو دیتا ہے، لیکن اگر خریدار خود اسی دکان پر جا کر لیتا ہے تو اس کو 8 آنہ گز ملتا ہے، یعنی اس تیسری صورت میں خریدار کو نقصان پہنچا۔

شق ثانی: بعض خریدار دکاندار سے خود نہیں لیتے، مگر دکاندار اس کو پھنسائے رہنے کے خیال سے دوسری دکانوں سے اس کی فرمائش کو پورا کر دیتا ہے، اس شق میں بھی وہی تینوں صورتیں ہیں، جو شق اول میں مذکور ہوئیں، تو اب کل چھ صورتیں ہیں، ان میں سے ہر ایک صورت میں دو قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خریدار کو ان سب باتوں کا علم ہے، جن میں دکاندار اس قسم کے معاملات برتتے ہیں، دوسری یہ کہ خریدار کو علم نہیں ہے اور وہ ان باتوں کو نہیں جانتے۔ یہ سب بارہ صورتیں ہیں۔ آیا حدیث کی رو سے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں یا بعض جائز اور بعض ناجائز؟ بصورت ثانی جواز ناجواز کی صورتوں کی تعین کر دی جائے۔

دوسرے دکاندار اگر میرے پاس سے لے جائیں اپنے خریدار کو دینے کے لیے تو میں ان کو دوں یا نہ دوں؟ یہاں کپڑے کے دو بازار ہیں، ایک خردہ فروش کا اور ایک تھوک فروشوں کا، تھوک فروشوں کی دکان مارواڑیوں کی ہے جتنے خردہ فروش ہیں، بوقت ضرورت مارواڑیوں سے لے کر بیچا کرتے ہیں، بسا اوقات یہ صورت پیش آجاتی ہے کہ کسی چیز کی فرمائش کی اور وہ موجود نہیں رہی، تو تھوک فروش یعنی مارواڑیوں کے یہاں سے اسی وقت یا دوسرے وقت لاتے اور خردہ فروش کے طور پر بیچتے ہیں۔

اگر خریدار دو چار گز کا خریدار ہے، مارواڑیوں سے لینا چاہے تو نہیں دیں گے، تھان دو تھان یا اسے زیادہ دیں گے اور اسی نرخ سے خریدار کو دیں گے، جس نرخ سے خردہ فروش دکانداروں کو دیتے ہیں۔ دکاندار لوگ مارواڑیوں کے یہاں سے لاتے ہیں اور کسی قدر نفع رکھ کر خردہ فروشی کے طور پر بیچتے ہیں۔ پس خریدار کی فرمائش پر مارواڑیوں کے یہاں سے کپڑا لا کر

اور اپنا نفع رکھ کر بیچنا درست ہے یا نہیں؟

میرے خیال میں صحابی مذکور کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:

"لَا تَبِعْ مَالَيْسَ عِنْدَکَ"

ان کا یہ مطلب ہے کہ جو تم نے صورت بتائی ہے۔ وہ میری بیع میں داخل نہیں ہے، اس لیے کہ وہ چیز تمہارے پاس ہے، اگرچہ تم اس کو دوسرے کی دکان سے لاتے ہو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تم اس چیز کو نہ بیچو، جو تمہارے پاس نہیں ہے، جیسے عبد آبق یا مال مسروق۔ یہ مطلب کیسا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

((لا تبع مالیس عندک)) قابلِ احتجاج معلوم ہوتی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے اس کی تصحیح بھی کردی ہے۔ (دیکھو: نیل: ۱۵/۵) اس حدیث میں جو ((مالیس عندک)) ہے، اس کے معنی نیل (۱۵/۵) میں یہ لکھے ہیں:

"اي مالیس فی ملک وقدرتک ' والظاهر انه یصدق علی العبد المغصوب الذي لایقدر علی انتزاعه من هوفی یده وعلی الآبق الذي لایعرف مکانه والطیر المنفلت الذي لایعتاد رجوعه ویدل علی ذلک معنی "عند" لغة قال الرضی: انها تستعمل فی الحاضر القریب وماهوفی حوزتک وان کان بعیدا" انتهی

''یعنی جو چیز تیری ملکیت اور قدرت میں نہیں ہے۔ ظاہر یہ حدیث اس غصب شدہ غلام پر بھی صادق آتی ہے جس کو غصب کرنے والے کے ہاتھ سے لینا ممکن نہ ہوا اور اس مفرور غلام پر جس کی جائے قرار کا علم ہی نہ ہو اور ایسا چھوٹا ہوا پرندہ جو عادتاً واپس نہیں آتا، جیساکہ "عند" کا لغوی معنی بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ رضی نے کہا ہے کہ یہ حاضر قریب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نیز اس چیز کے لیے جو تمہاری سلطنت میں ہو چاہے وہ دور ہی ہو''

"فَيَخْرُجُ عَنْ هٰذَا مَا كَانَ غَائِبًا خَارِجًا عَنِ الْمِلْكِ أَوْ دَاخِلًا فِيهِ خَارِجًا عَنِ الْحَوْزَةِ، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ يُقَالُ: مَا كَانَ حَاضِرًا وَإِنْ كَانَ خَارِجًا عَنِ الْمِلْكِ فَمَعْنَىٰ قَوْلِهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تَبِعْ مَالَيْسَ عِنْدَكَ أَيْ: مَالَيْسَ حَاضِرًا عِنْدَكَ وَلَا غَائِبًا فی ملکک وتحت حوزتک قال البغوي: النهی فی هذا الحدیث عند بیوع الاعیان التی لایملکها اما بیع شئی موصوف فی ذمته فیجوز فیه السلم بشروطه الی قوله: وظاهر النهی تحریم مالم یکن فی ملک الانسان ولا داخلا تحت مقدرته واستثنی من ذلک السلم فتکون ادلة جوازه مخصصة لهذا العموم وکذلک اذا کان فی ذمة المشتري اذ هو کالحاضر المقبوض" انتهی

''پس اس سے وہ چیز خارج ہے جو غائب ہو اور ملکیت سے باہر ہو یا ملکیت میں داخل ہو۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ (عند) اس چیز پر بولا جاتا ہے جو حاضر ہو، اگرچہ وہ ملکیت سے خارج ہو۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "جو چیز تیرے پاس نہیں'' وہ فروخت نہ کر'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز فروخت نہ کر جو تیرے پاس حاضر نہیں اور نہ وہ چیز جو تیری ملکیت سے خارج ہے اور تیرے زیر اثر نہیں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں جو نہی اور ممانعت ہے، وہ بعینہ ان چیزوں سے ہے، جن کا فروخت کنندہ مالک نہ ہو۔ لیکن وہ چیز جو اس کی ذمہ داری میں ہے تو اس میں مع شروط بیع سلم کرنا جائز ہے اس نہی سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیز انسان کی ملکیت وقدرت میں نہ ہو، اس کو فروخت کرنا حرام ہے۔ نہ کہ وہ چیز جو اس کی قدرت اور اختیار میں ہو۔ بیع سلم اس سے مستثنیٰ ہے۔ لہذا اس کے جواز کے دلائل اس عموم کو خاص کرنے والے ہوں گے۔ اسی

طرح جو بیچی جانے والی چیز خریدار کے ذمے ہو، کیوں کہ وہ حاضر اور قبضے کے حکم میں ہے۔‘‘

مَالَيسَ عِندَکَ سے صاف مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع (بعد اس کے کہ بائع وقت بیع خود اس کا مالک ہو یا منجانب مالک اس کی بیع کرنے کا مجاز ہو اور اس کی دلیل وہی عدم جواز تصرف در ملک غیر بلا اذن ہے، باستثناء سلم) مبیع بوقت بیع بائع کے قابو وقدرت میں ہو کہ خریدار کو بعد بیع کے تسلیم کر سکے۔ صورت مسئولہ میں خواہ خریدار خود بائع سے کہے کہ مجھے دوسری دکان سے لادو یا منگادو اور بائع خود دوسری دکان سے لائے یا منگائے، خریدار کے ہاتھ جتنے دام کو چاہے بیچے، بشرطیکہ کسی قسم کی دغا کو اس میں دخل نہ ہونے پائے تو یہ بیع مالیس عندک میں داخل نہیں ہے۔

---

[1] یہ دو احادیث کے الفاظ ہیں۔ دیکھیں: سنن الترمذي، رقم الحديث (۱۲۳۲، ۱۲۳۵) سنن أبي داود، رقم الحديث (۳۵۰۳) سنن النسائی، رقم الحديث (۴۶۱۳) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۲۱۸۷)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب البیوع، صفحہ:608

محدث فتویٰ